

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح کے خصائص و امتیازات (تعارف و تجزیہ)

Mirqāt al-Mafātīh Sharḥ Mishkāt al-Masābīh Introduction and Analysis

مصباح الحسن*

حافظ عبد الباسط خان**

Abstract:

Mirqat-ul-Mafateeh by Nur ad-Din Abu al-Hasan Ali ibn Sultan Muhammad al-Hirawi al-Qari (1605/1606) is a brief commentary on famous collection of Hadith named Mishkat-ul-Masabeeh. It is considered to be most comprehensive and probably most voluminous commentary produced on Mishqat. Mishkat al-Masabih is an expanded version of Al-Baghawi's *Masabih al-Sunnah* by Muhammad ibn 'Abd Allāh Khatib Al-Tabrizi. Khatib Al-Tabrizi rendered this version of the original text more accessible to those not having an advanced knowledge of the science of hadith. Al-Qari's commentary keeps many salient feature. He, at first prepared himself an authentic version of Mishqat after consulting all available versions. He produced a brief commentary on every Hadith providing the biography of narrators, linguistic and grammatical explanations, and bringing references of Quran and Hadith. While explaining Hadith, he specially focused on juristic discussions. As he belongs to hanafi school of fiqh and he also mentioned in the preface of this book that Hanafi school is accused to have a poor relation with Hadith, he managed to bring the arguments of hanafi school in almost all relevant injunctions. No doubt, his commentary is always consulted at first to understand Mishkat-ul-Masabeeh.

Key words: Mirqāt al-Mafātīh, Mishkāt al-Masābīh, Mullā 'Ali al-Qārī.

قرآن پاک کے بعد حدیث مبارکہ دوسرا ماخذ دین ہے۔ اس کی اسی بنیادی اہمیت کے پیش نظر اس کی کتابت کا سلسلہ دور رسالت ہی سے شروع ہو گیا۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص کا صحیفہ الصادقہ، حضرت علی المرتضیٰ کا صحیفہ جس میں زکوٰۃ، صدقات اور دیت وغیرہ کے مسائل تھے اور حضرت ابو ہریرہ کا اپنے شاگرد ہمام

*پی ایچ ڈی اسکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

**اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

بن منبہ کو لکھوایا ہوا صحیفہ صحیحہ، جو کہ صحیفہ ہمام بن منبہ کے نام سے مشہور ہے، اس کی واضح مثالیں ہیں۔ دور صحابہ و تابعین کے بعد دوسری صدی ہجری میں اس کی باقاعدہ تدوین کا آغاز ہوا۔ چنانچہ اس دور میں امام مالک بن انس (م۔ 179ھ) نے احادیث کو باب وار ترتیب دے کر حدیث مبارکہ کا پہلا مجموعہ موطا پیش کیا۔ اس کے علاوہ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت (م۔ 150ھ) نے اپنی مرویات کو کتاب الآثار کے نام سے پیش کیا جس کو ان کے قابل فخر تلامذہ نے الگ الگ روایت کیا۔ ان کے علاوہ دوسری صدی ہجری کی دیگر کتابوں میں سنن ابو الولید (151ھ)، جامع سفیان ثوری (161ھ) مصنف ابی سلمہ (167ھ)، مصنف ابی سفیان (197ھ)، جامع سفیان بن عیینہ (198ھ) شامل ہیں۔ تیسری صدی ہجری میں امام احمد بن حنبل (م۔ 241ھ) کی مسند، امام محمد بن اسماعیل بخاری (م۔ 256ھ) اور امام مسلم بن حجاج قشیری (م۔ 261ھ) کی صحاح، امام محمد بن عیسیٰ ترمذی (م۔ 279ھ) کی جامع، محمد بن یزید ابن ماجہ (م۔ 273ھ)، امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث (م۔ 275ھ) اور امام احمد بن شعیب نسائی (م۔ 303ھ) کی سنن قابل ذکر ہیں۔ (1)

جمع و تدوین حدیث کے بعد ان مدون شدہ مجموعوں سے احادیث کے انتخابات کا دور شروع ہوا۔ جن میں امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذری (م۔ 656ھ) کی الترغیب و الترہیب، امام یحییٰ بن شرف نووی (م۔ 676ھ) کی ریاض الصالحین اور امام ولی الدین خطیب

تبریزی (م-742ھ) کی مشکوٰۃ کو بہت شہرت ملی۔ منتخبات کے ساتھ ساتھ کتب احادیث کی شروحات کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ چنانچہ باقی کتب احادیث کی طرح مشکوٰۃ المصابیح کی بھی تالیف سے لے کر اب تک متعدد شروحات لکھی گئیں جن میں علامہ شرف الدین حسین بن محمد الطیبی (م-743ھ) کی الکاشف عن حقائق السنن المعروف شرح الطیبی، علامہ علی بن سلطان محمد القاری (م-1014ھ) کی مرقاة المفاتیح اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م-1052ھ) کی فارسی شرح اشعة اللمعات اور عربی شرح لمعات التنقیح زیادہ مشہور ہیں۔ لیکن مرقاة المفاتیح ان تمام شروحات میں سے بہت زیادہ مقبول اور متداول و متعارف ہے۔ اس کو دسویں صدی ہجری کے ایک بلند پایہ محدث علی بن سلطان محمد القاری المعروف ملا علی قاری (م-1014ھ) نے لکھا۔ مرقاة المفاتیح اور صاحب مرقاة کے تعارف سے پہلے ضروری ہے کہ مشکوٰۃ المصابیح اور صاحب مشکوٰۃ کا تعارف کروایا جائے۔

مشکوٰۃ المصابیح :

احادیث مبارکہ کے منتخبات میں سے مشکوٰۃ المصابیح ایک اہم انتخاب ہے جسکو شیخ ولی الدین محمد بن عبد اللہ تبریزی (م-742ھ) نے مرتب کیا۔ آپ سے پہلے ابو محمد محی السنہ حسین بن مسعود الفراء البغوی (م-510ھ) نے مصابیح السنہ کے نام سے حدیث مبارکہ کا ایک مجموعہ تیار کیا۔ امام بغوی جمادی الاول 433ھ میں پیدا ہوئے۔ خراسان کے شہر بغ یا بغشور کی طرف نسبت کی وجہ سے بغوی کہلائے آپ کا لقب محی السنہ تھا۔ آپ کی تفسیر، حدیث اور فقہ میں متعدد کتابیں ہیں۔ جن میں اہم اور مشہور معالم التنزیل، جو کہ تفسیر بغوی کے نام سے مشہور ہے، التہذیب، مصابیح السنہ، شرح السنہ، شرح الترمذی، فتاویٰ بغوی اور الکفایہ فی الفروع ہیں۔ آپ کے سن وفات سے متعلق 510، 516 اور 520ھ کی مختلف روایتیں ہیں (2) آپ نے اپنی کتاب المصابیح میں احادیث کی اسناد کو حذف کر دیا تھا اور راوی حدیث کا ذکر نہ کیا جس پر لوگوں نے اعتراض کیا چنانچہ شیخ ولی الدین تبریزی نے اس کمی کو پورا کرتے ہوئے المصابیح کی تکمیل کرتے ہوئے مشکوٰۃ المصابیح مرتب کی جس میں ہر حدیث میں راوی کا ذکر کیا۔ آپ نے کتب اور ابواب المصابیح کی طرز پر ہی رکھے اور ہر باب کو زیادہ تر تین فصول میں تقسیم کیا لہذا کچھ ابواب ایسے بھی ہیں جن میں تین سے کم فصلیں ہیں۔ فصل اول میں بخاری و مسلم یا ان میں سے کسی سے مروی احادیث کا ذکر کیا۔ فصل دوم میں ان روایتوں کا ذکر کیا جن کو بخاری و مسلم کے علاوہ باقی آئمہ نے روایت کیا۔ تیسری فصل میں باب سے مناسبت رکھنے والی متقدمین یا متاخرین علماء سے منقول احادیث کا ذکر کیا گیا ہے۔ (3) یعنی اس میں یہ پابندی نہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی حدیث مرفوعہ ہی ہو بلکہ اس میں احادیث مرفوعہ کے علاوہ صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے حضرات کے وہ اقوال، افعال اور تقریرات جو باب کے مناسب ہو وہ بھی درج کر دی گئی ہیں۔ اس تیسری فصل کا اضافہ صاحب مشکوٰۃ نے کیا یہ مصابیح میں نہ تھی۔ مصابیح میں صرف اول اور ثانی قسم ہی تھی اسے بھی فصل کے عنوان سے بیان نہ کیا تھا بلکہ اول کو جسے شیخین یا دونوں میں سے ایک نے روایت کیا تھا اپنے قول میں من الصحاح کا عنوان دیا اور دوسری قسم جسکو شیخین کے علاوہ آئمہ نے روایت کیا من الحسان کے عنوان سے ذکر کیا۔ دوسری قسم کو حسان کا نام دینا صاحب مصابیح کی جدید اصطلاح ہے ورنہ دوسری قسم میں صحیح اور ضعیف احادیث بھی ہیں (4)

صاحب مشکوٰۃ نے یہ کام اپنے شیخ حسین بن محمد الطیبی کے مشورے سے کیا۔ جیسا کہ علامہ الطیبی مشکوٰۃ کی شرح میں ذکر کرتے ہیں

و كنت قبل قداستشرت ولی الدین محمد بن عبد الله الخطیب بجمع اصل من الاحادیث المصطفویة، علی صاحبها افضل التحية و السلام فاتفق راءینا علی تکملة المصابیح و تهذیبه و تشذیبه و تعین رواته و نسبة الاحادیث الی الائمة المتقین فما قصر فی ما اشرت الیه من جمعه فبذل وسعه و استفرغ طاقته فیما رمت منه (5)

مجھ میں اور میرے دینی بھائی محمد بن عبد الله خطیب میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی احادیث کے ایک مجموعے کو مرتب کرنے کا مشورہ ہوا اور طے پایا کہ مصابیح کا تکملہ لکھا جائے اور اس کو از سر نو مرتب کیا جائے، اس کے راویوں کا ذکر کیا جائے اور جن پر بیز گار ائمہ نے ان احادیث کو ذکر کیا ان تک اس کی نسبت کی جائے چنانچہ انہوں نے میری خواہش کے مطابق پوری محنت اور جانفشانی سے یہ مجموعہ مرتب کیا۔ مشکوٰۃ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں علماء نے مختلف اقوال ذکر کیے ہیں چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے نزدیک جس طرح مشکوٰۃ یعنی طاقچہ میں چراغ رکھا جاتا ہے اسی طرح کتاب المصابیح کو مشکوٰۃ میں جمع کر دیا گیا لہذا اس کا نام مشکوٰۃ المصابیح رکھا گیا یا وہ احادیث مبارکہ جو اس کتاب میں ذکر کی گئی ہیں وہ مصباح یعنی چراغ ہیں پس یہ کتاب طاقچہ کی طرح ہے جس میں احادیث مبارکہ کے متعدد چراغوں کو رکھ دیا گیا ہے۔

قد عرفت ان مشکوٰۃ هی الکوة الغیر نافذہ فی الجدار التی یوضع فیها المصباح فوجہ التسمیہ یوضع المصباح فی الکوة کذا لک وضع کتاب المصابیح فیہا وتشمل علیہ اشتمال المشکاة علی المصباح، او لان الاحادیث التی ذکرت فی هذا الكتاب کل منها کالمصباح فهذا الكتاب کالکوة التی وضع فیہا المصابیح المتعدده (6)

صاحب مشکوٰۃ کا تعارف:

مشکوٰۃ المصابیح کے مولف کا نام محمد بن عبد الله الخطیب العمری التبریزی ہے۔ آپ کی کنیت ابو عبد الله اور لقب ولی الدین ہے۔ (7) آذربائیجان کے علاقے تبریز سے تعلق کی وجہ سے تبریزی کہلائے۔ آپ کی ولادت کا سال معلوم نہیں لیکن اتنا معلوم ہے کہ آپ نے 737ھ میں مشکوٰۃ مکمل کی۔ آپ کے شیوخ کی فہرست میں نمایاں نام حسین بن محمد الطیبیؒ کا ہے جن کی تحریک سے آپ نے مشکوٰۃ المصابیح مرتب کی۔ اپنی دوسری مشہور تصنیف الاکمال فی اسماء الرجال میں آپ ان کا ذکر درج ذیل القابات سے یوں کرتے ہیں۔

شیخی ومولای سلطان المفسرین، امام المحققین شرف الملة و الدین حجة الله علی المسلمین الحسین بن عبد الله بن محمد الطیبی متع الله بطول بقائه (8)

آپ کی بلند پایہ کتب مشکوٰۃ المصابیح اور الاکمال فی اسماء الرجال ہے۔ علم حدیث اور احوال الرجال میں آپ بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ کی علمی فضیلت و قابلیت کی وجہ سے آپ کے شیخ علامہ الطیبی بھی آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اپنی شرح مشکوٰۃ میں آپ کو عظیم القابات سے نوازتے ہوئے لکھتے ہیں

الاح فی الدین، المساهم فی الیقین، بقیة الاولیاء، قطب الصلحاء، شرف الزهاد و العباد، ولی الدین محمد بن عبد الله الخطیب (9)

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ اپنی شرح لمعات التنقیح میں مشکاة المصابیح کے تعارف اور اس کی خصوصیات کے ذکر کے ذیل میں صاحب مشکوٰۃ کا ذکر خوبصورت انداز میں یوں کرتے :

الشیخ العالم العامل، السالک الناسک، الوارع البار، الفاضل الکامل، ولی الدین ابو عبد الله محمد بن عبد الله العمری، الخطیب التبریزی، طیب

الله ثراه، وجعل الجنة مثواه (10)

ملا علی قاریؒ بھی مرقاة کے مقدمے میں آپ کو درج ذیل عمدہ القابات سے نوازتے ہیں

مولانا الحبر العلامة والبحر الفہامة مظہر الحقائق و موضح الدقائق الشیخ النقی النقی (11)

آپ کی تاریخ وفات کے بارے میں قطعی طور پر تو معلوم نہیں لیکن اتنا معلوم ہے کہ آپ کی رحلت 737ھ کے بعد ہوئی اور اسی سال آپ نے مشکوٰۃ المصابیح کی تکمیل کی۔ (12)

مشکوٰۃ کا مقام و مرتبہ:

مشکوٰۃ المصابیح ایک جامع انتخاب ہے۔ اس میں قاری کو عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاقیات سے متعلقہ تمام موضوعات پر احادیث ملتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب مدارس اور جامعات سے لے کر لائبریریوں تک ہر جگہ کی زینت ہے اور مدارس میں بطور نصاب پڑھائی جاتی ہے۔ طلباء و عوام سے لے کر علماء و محققین تک سب اس سے استفادہ کرتے ہیں اور اس کے مقام و مرتبہ کو سراہتے ہیں جیسا کہ شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی (م-1052ھ) مشکوٰۃ کی شرح لمعات التنقیح میں رطب اللسان ہیں:

وان کتاب مشکاة المصابیح... کتاب طیب مبارک، مصون عن الخلل والزلل، حافل شامل للاحداث والآثار المتعلقة بالعلم والعمل، ولقد سعى رحمه الله في ترتيبه و تهذيبه وتنقيحه وتصحيحه بما لا يتصور المزيد على ذلك و يكفي للطالب في حصول المطالب الديني وادراك المقاصد الاخروية (13)

بے شک مشکوٰۃ المصابیح ایک پاکیزہ اور مبارک کتاب ہے جو کہ کمی کجی سے پاک ہے اور علم و عمل سے متعلقہ احادیث و آثار پر مشتمل ہے۔ صاحب مشکوٰۃ نے اس کتاب کی ترتیب، تہذیب اور تصحیح میں جو کوشش کی اس سے زیادہ کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

حاجی خلیفہ مشکوٰۃ کا تعارف کرواتے ہیں اور اس کو ایک کامل کتاب لکھتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں

ان الشيخ ولي الدين ابا عبد الله محمد بن عبد الله الخطيب كمل المصايح و ذيل ابوابه فذكر الصحابي الذي روى الحديث عنه وذكر الكتاب الذي اخرج منه وزاد على كل باب من صحاحه وحسانه الا نادرا فصلا ثالثا و ساء مشكاة المصابيح فصار كتابا كاملا (14)

بے شک شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب نے کتاب المصابیح کو مکمل کیا اور جس صحابی سے حدیث مروی تھیں اس کا ذکر کیا اور جس کتاب سے وہ حدیث لی گئی اس کا ذکر کیا اور ہر باب میں صحیح اور حسن احادیث کا اضافہ کیا سوائے تیسری فصل کے اور اس کا نام مشکوٰۃ المصابیح رکھا پس یہ ایک مکمل کتاب ہو گئی ہے۔

شروح مشکوٰۃ:

مشکوٰۃ المصابیح کے مقام و مرتبہ کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کی تالیف سے لے کر آج تک ہر دور میں عرب و عجم میں عربی، فارسی اور اردو میں اس کی بے شمار شروحات لکھی گئی۔ جن میں سے اہم اور مشہور درج ذیل ہیں۔

1- لکاشف عن حقائق السنن : یہ مشکوٰۃ کی پہلی شرح ہے جسکو ولی الدین تبریزی کے شیخ حسن بن محمد الطیبی (م-743ھ) نے لکھا۔

2- منہاج المشكاة : یہ شرح عبدالعزیز بن محمد بن عبد العزیز الابرہری (م-895ھ) نے کی۔

3 فتح الاله فی شرح المشكاة: مشکوٰۃ کی یہ شرح امام ابن حجر الہیثمی المکی (م-974ھ) نے کی۔

4- مرعاة المفاتيح : علی بن سلطان محمد القاری نے یہ مشہور شرح لکھی جو کہ سابقہ شروحات کی جامع ہے۔

5 - اشعة اللامعات: فارسی زبان میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے چار جلدوں میں اس کی شرح کی۔

6- لمعات التنقیح فی شرح مشكاة المصابیح: اشعة اللامعات کے بعد شیخ عبد الحق نے اس کی عربی میں شرح کی۔

- 7 - التعليق الصبيح على مشكوة المصابيح: علامہ ادريس كاندھلوی نے اپنے شیخ سید انور شاہ کے حکم سے مشكوة کی یہ شرح کی۔
- 8- مرعاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح : مولانا ابو الحسن عبید اللہ رحمانی مبارک پوری نے نو جلدوں میں اس کی شرح کی۔
- 9- مظاہر حق: علامہ قطب الدین دہلوی نے اردو میں مشكوة کی یہ شرح کی۔
- 10- مرآة المناجیح: مفتی احمد یار خان نعیمی (1391ھ) نے طلباء، علماء اور عوام المسلمین کے لیے اردو میں یہ شرح لکھی۔
- صاحب مرقاة کے حالات زندگی:

ملا علی قاری کا نام علی، والد کا نام سلطان محمد تھا جیسا کہ آپ خود اپنی تصنیف الاسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الکبری میں رقمطراز ہیں:

فيقول خادما الكلام القديم، ولازم الحديث القويم، علي بن سلطان محمد القاري (15)

آپ کی کنیت ابو الحسن اور لقب نور الدین تھا (16) لیکن آپ ملا علی قاری کے نام سے زیادہ مشہور ہوئے۔ ملا فارسی زبان کا لفظ ہے جو فارسی بولنے والوں کے ہاں عالم کے لیے بولا جاتا ہے۔ چونکہ آپ قرأت میں امام تھے اس لیے قاری مشہور ہوئے۔ آپ کی ولادت خراسان کے اہم شہر ہرات میں ہوئی جبکہ آپ کی تاریخ ولادت کے بارے میں کوئی حتمی سال معلوم نہیں لیکن اتنا ضرور ہے کہ آپ کی ولادت 900ھ سے 940ھ کے درمیان ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم ہرات میں حاصل کی۔ علم القراءة اور دیگر علوم علماء ہرات سے حاصل کیے۔ جب ہرات پر صفوی بادشاہ اسماعیل بن حیدر کا قبضہ ہوا تو اس نے اہل ہرات کو لوٹا اور قتل عام کا بازار گرم کیا جسکی وجہ سے وہاں کے لوگوں کو ہجرت کرنا پڑی جن میں آپ بھی شامل تھے۔ آپ نے وہاں سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ کو اپنا وطن بنایا جیسا کہ آپ اپنے رسالے سم القوارض فی ذم الروافض میں ذکر کرتے ہیں۔

الحمد لله على ما اعطاني من التوفيق والقدرة على الهجر من دار البدع الى خير ديار السنة التي هي مهبط الوحي و ظهور النبوة و اثبتني على الاقامة من غير حول مني ولا قوة (17)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے دار البدعت سے دیار سنت کی طرف ہجرت کرنے کی توفیق اور قدرت عطا کی۔ وہ جگہ جو وحی کے نازل ہونے اور نبوت کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے اور اپنی قدرت سے مجھے اس جگہ ٹھہرنے پر ثابت قدم رکھا۔

مکہ مکرمہ میں آپ بہت نے بہت سے علماء و مشائخ سے استفادہ کیا۔ علم حدیث کے لیے آپ نے عطیہ السلمي کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا جبکہ قرأت کی سند شیخ سراج الدین عمر الیمنی الشوافی سے حاصل کی۔ ان کے علاوہ شیخ شہاب الدین ابن حجر مکی جیسی بلند پایہ ہستی بھی آپ کے مشائخ میں شامل تھی جن کا ذکر آپ مرقاة میں یوں کرتے ہیں

شيخنا العالم العلامة و البحر الفهامة شيخ الاسلام ومفتي الانام صاحب التصانيف الكثيرة و التاليف الشهيرة مولانا و سيدنا و سندنا الشيخ

شهاب الدين بن حجر المكي (18)

آپ کے اساتذہ کی فہرست میں ابن حجر الہیثمی (م 973)، علی الحنفی الہندی (975ھ)، میر کلاں (م 981)، عطیہ السلمي (982ھ)، عبد اللہ السندی (984ھ)، قطب الدین المکی (990ھ)، احمد بن بدرالدین المصري (992ھ)، محمد بن ابی الحسن البکری 993ھ، سنان الدین الاماس (1000ھ) السید زکریا الحسنی جیسی ہستیاں شامل ہیں۔ اسی طرح آپ کے تلامذہ میں نمایاں نام عبد القادر

طبری (1033ھ)، عبد الرحمن المرشدی (1037ھ)، شیخ محمد بن فروخ الموردي (1061ھ) اور سید معظم الحسینی البلیخی^{۱۹} ہیں (19)

آپ نے خط ثلث اور خط نسخ میں عبور حاصل کیا اور اپنی معاشی ضروریات پوری کرنے کے لیے آپ ہر سال قرآن پاک کا ایک نسخہ لکھتے اور اسے بیچ کر اپنی سال کی ضروریات پوری کرتے۔ آپ نے مختلف علوم مثلاً عقائد، تفسیر، حدیث، علوم الحدیث، فقہ، فضائل اور تصوف وغیرہ پر کتابیں اور رسائل لکھے جن کی مجموعی تعداد تقریباً 133 کے قریب ہے جن میں اٹھارہ مطبوعہ اور تقریباً 115 غیر مطبوعہ مخطوطات کی شکل میں مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔ (20)

مرقاۃ المفاتیح کا تعارف:

مرقاۃ المفاتیح مشکوٰۃ کی ایک نمایاں اور اہم شرح ہے جس میں شرح حدیث کے ذیل میں عقائد، اعراب، لغوی اور صرفی و نحوی اباحت، قصص، اشعار، امثال عرب، راویوں کا تعارف، استنباط احکام، فقہی آراء وغیرہ کو شامل کیا گیا ہے۔ صاحب مرقاۃ کے زمانے میں مشکوٰۃ المصابیح کے بے شمار نسخے موجود تھے جو سارے کے سارے مستند نہ تھے پس ملا علی قاری نے یہ فیصلہ کیا کہ مشکوٰۃ المصابیح کے مستند نسخوں تک پہنچا جائے چنانچہ آپ نے متعدد نسخے جمع کیے پھر ان مستند نسخوں سے ایک نیا نسخہ تیار کیا اور اس کو بنیاد بنا کر آپ نے اس کی ایک عمدہ شرح لکھنے کا ارادہ کیا جس میں الفاظ اور اس کے معانی پر سیر حاصل بحث کی جائے کیونکہ لوگوں کی ہمتیں کم ہو گئیں اور تحصیل علم میں ان کوششیں کمزور ہو چکی ہیں جیسا کہ آپ مرقاۃ کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

فلما حصلت هذه النسخة المذكورة و صححتها من النسخ المسطورة رایت ان اضبطها تحت شرح لطیف علی منهج شریف یضبط الفاظہ مع مبانیه و یبحث عن رواياتہ و معانیہ فان هم اخوان الزمان قد قصرت و مجاهدتہم فی تحصیل العلوم لا سببا فی هذا الفن الشریف ضعف (21)

مرقاۃ سے پہلے مشکوٰۃ کی جو شروحات ہو چکی تھیں ان کے اکثر شارحین شافعی المسلک تھے جیسا کہ علامہ حسین بن محمد الطیبی (م۔ 743ھ)، شیخ شہاب الدین ابن حجر مکی (م۔ 973ھ)۔ چنانچہ ان شارحین نے فقہی مباحث میں ان دلائل کا ذکر کیا جن سے ان کے مسلک کو تقویت ملتی اور احناف کو اصحاب الراي کا نام دیا۔ ان حالات میں ملا علی قاری نے مشکوٰۃ کی ایسی شرح کا ارادہ کیا جس میں کتاب و سنت سے فقہ حنفی کے دلائل کو واضح کیا جائے اور احناف پر معترضین کا جواب دیا جائے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

وايضاً من البواعث ان غالب الشراح كانوا شافعيه في مطلبهم وذكروا المسائل المتعلقة بالكتاب علی منهاج مذہبہم و استدلو بظواهر الاحادیث علی مقتضى مشربہم و سمو الحنفیہ اصحاب الراي علی ظن انہم ما يعملون بالحديث بل ولا يعملون الروایہ و التحديث لا فی القديم ولا فی الحديث مع ان مذہبہم القوی تقديم الحديث الضعیف علی القیاس المجرد الزی یحتمل التزیف نعم من رأى ثاقبہم (22)

مرقاۃ المفاتیح کا مقام و مرتبہ:

مرقاۃ کی جملہ خوبیوں کی وجہ سے اس کو مشکوٰۃ کی تمام شروحات میں سے نمایاں مقام ملا اور بعد کے اکثر شارحین نے آپ سے استفادہ کیا اور مرقاۃ کے حوالوں سے نہ صرف شروحات کو مزین کیا گیا بلکہ دیگر کتب میں بھی اس کے حوالے دیے گئے۔ اس کی شہرت نہ صرف عرب بلکہ عجم میں بھی پھیل گئی۔ اس کے بلند مقام و مرتبہ کی وجہ سے

علماء اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ چنانچہ حاجی خلیفہ اس کی جامعیت کو درج ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں

شرح عظیم ممزوج علی المشکاة مسمى بالمرقاة فی اربعة مجلدات جمع فیہ جمیع الشروح والحواشی (23)
 ”یہ مرقاة کے نام سے مشکوٰۃ کی ایک عظیم شرح ہے جو کہ چار جلدوں پر مشتمل ہے جس کے اندر تمام سابقہ شروحات اور حواشی کو جمع کر دیا گیا ہے۔“
 علامہ محمد امین بن فضل اللہ المحبی (م-1111ھ) مرقاة المفاتیح کو ملا علی قاری کی سب سے بڑی اور اہم تصنیف گردانتے ہوئے لکھتے ہیں:
 والف التالیف الكثيرة اللطيفة التادية المحتوية على الفوائد الجلیله منها شرحه علی المشکاة فی مجلدات و هو اکبرها و اجلها (24)

آپ نے بہت زیادہ عمدہ کتابیں لکھیں جو کہ عظیم فوائد پر مشتمل ہیں اس میں آپ کی مشکوٰۃ کی شرح بھی ہے جو کہ دو جلدوں پر مشتمل ہے وہ ان سب تالیفات سے بڑی اور عظیم ہے۔

شیخ ادريس كاندهلوی اس کی جملہ خصوصیات کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
 انه شرح لطيف على منهج شريف كافل لضبط الالفاظ مع المباني و البحث عن الروايات مع المعاني جمع فيه جميع الشروح و الحواشی و استقصاها فلم يغادر صغيرة و لا كبيرة الا احصاها و ما انا معترف باني اغترفت في هذا التعليق من فضالته و ما سریت ذلك المسرى الا بدلالته و هدايته (25)
 یہ ایک عمدہ شرح ہے جو کہ اعلیٰ طریقے پر لکھی گئی ہے۔ اس میں تمام شروحات اور حاشیوں کو جمع کر دیا گیا ہے اور ان سب کا احاطہ کیا گیا ہے اور چھوٹی بڑی کسی چیز کو بھی نہیں چھوڑا گیا اور میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے اپنی شرح میں اس سے استفادہ کیا ہے اور اس کی رہنمائی میں میں نے اپنی شرح کی۔
 علامہ عبد الحکیم چشتی نے مرقاة کا ایک جامع مقدمہ لکھا جس میں اس کی خوبیوں کو یوں بیان کرتے ہیں:

و جملہ القول ان المولى على القارى اتى فيه ببيان شاف في مسائل الخلاف و انصف غاية الانصاف ليسهل معه فهم معاني الحديث بقدر الامكان و اجاد فيه كل الاجاده و بلغ غاية في الاحسان والافادة في التحقيق و الاستدلال بحثاً و نقداً (26)

اور مختصراً ملا علی قاری اس میں اختلافی مسائل میں شافی بیان لائے ہیں اور انتہائی انصاف کیا ہے تاکہ اس کے ساتھ ساتھ ممکن حد تک حدیث مبارکہ کے معانی کا فہم بھی آسان ہو جائے اور اس میں بھر پور محنت کی اور تحقیق یہ استدلال میں انتہائی حد تک پہنچے۔

مزید آگے لکھتے ہیں

وعندی موافق و امتع کتاب فی شرح الحديث و کتاب ضخیم لیس فی کتب الشروح لمشکوٰۃ المصابیح المطبوعة ما یساویہ بحثاً و استدلالاً و تحقیقاً و تنقیحاً جمع فیہ و اوعی و اقی بالمقاصد و وفی۔ و هذا الكتاب وحده یکفل لک ملکہ حسنہ فی فہم الحديث ان کنت شدید الالام بہ فلا غنی للمحدث و الفقیہ عنہ ولذا لک شاع الانتفاع بہ فی العالم الاسلامی (27)

اور میرے نزدیک یہ حدیث کی شرح میں سب سے مفید اور ضخیم کتاب ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح کی مطبوعہ شروحات میں سے کوئی بھی بحث، استدلال، تحقیق اور تفتیش کے لحاظ سے اس

کے ہم پلہ نہیں۔ اگر آپ کو حدیث پاک کے شدید فہم کی ضرورت ہے تو یہ اکیلی کتاب ہی آپ کے لیے حدیث پاک کے فہم کے ملکہ کے لیے کافی ہے۔
اس لیے کوئی محدث اور فقیہ اس سے مستغنی نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ پورے عالم اسلام میں اس سے فائدہ اٹھایا گیا۔

مرقاۃ کا اسلوب شرح حدیث اور خصوصیات:

صاحب مرقاۃ چونکہ ایک متبحر عالم اور محدث تھے لہذا ان کی مختلف علوم پر دسترس تھی جس کا اندازہ مرقاۃ کے مطالعے سے ہوتا ہے۔ آپ شرح حدیث کے دوران سب سے پہلے نئی کتاب اور اس کے ذیلی ابواب کا تعارف کرواتے ہیں۔ اس کے بعد پہلی دفعہ راوی کا نام آنے پر اس کا تفصیلی تعارف کرواتے ہیں پھر حدیث مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے غریب اور مشکل الفاظ کی وضاحت کرتے ہیں اور حدیث مبارکہ میں وضاحت طلب امور کو بیان کرتے ہیں۔ شرح کرتے ہوئے آپ قرآنی آیات، دیگر احادیث مبارکہ، قصص، امثال عرب اور اشعار سے شرح کو مزین کرتے ہیں۔ ساتھ ساتھ لغوی اباحت بھی کرتے ہیں اور قواعد و صرف و نحو سے معانی و مفہوم پر استدلال کرتے ہیں۔ جہاں کہیں فقہی اباحت ہوتی ہیں وہاں فقہی آراء کا ذکر کرتے ہیں۔ ساتھ ساتھ فقہ حنفی کے مستدلالات کا ذکر بھی کرتے جاتے ہیں۔ فقہی اباحت میں دیگر فقہاء کے استنباط ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ خود بھی مختلف احکام کا استنباط کرتے ہیں۔ احادیث کے مابین تعارض کی صورت میں اس تعارض کو جمع و تطبیق، ترجیح اور تنسیخ کے ذریعے رفع کرتے ہیں۔ آپ چونکہ تصوف سے بھی شغف رکھتے تھے لہذا مختلف مقامات پر صوفیانہ اباحت بھی کرتے ہیں اور تصوف کے مختلف نکات بیان کرتے ہیں۔ آپ نے چونکہ مکہ مکرمہ میں زیادہ وقت گزارا لہذا وہاں کے دینی و اجتماعی معاملات کا بھی ذکر کرتے ہیں اور روز مرہ زندگی میں ہونے والے تغیرات کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ اب ان میں سے کچھ چیزوں کی ذیل میں الگ الگ وضاحت کی جاتی ہے۔

1۔ راوی کا تعارف:

صاحب مرقاۃ شرح حدیث کے دوران پہلی دفعہ راوی کا مکمل تعارف کرواتے ہیں جس میں اس سے متعلق تفصیلی بحث کرتے ہیں جیسا کہ حضرت انس سے مروی درج ذیل پہلی حدیث مبارکہ

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین (28)

درج بالا حدیث مبارکہ میں ملا علی قاریؒ حضرت انس کا تفصیلی تعارف کرواتے ہوئے سب سے پہلے ان کا نسب بیان کرتے ہیں کہ آپ انس بن مالک بن نضر انصاری خزرجی اور نجاری ہیں اور مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد دس سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی۔ ہجرت مدینہ کے وقت حضرت انس کی عمر مبارک دس سال تھی۔ ان کی والدہ ان کو لے کر رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کا خادم حاضر ہے اس کے لیے دعا فرمائیں تو آپ ﷺ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا اللہم بارک فی مالہ وولدہ واطل عمرہ واغفر ذنبہ۔ صاحب مرقاۃ آپ کا تعارف کرواتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ آپ سو سال یا اس سے بھی زیادہ عرصہ حیات رہے اور آپ بصرہ میں وفات

پانے والے آخری صحابی تھے آپ کی وفات 93ھ میں ہوئی۔ آپ حضرت عمر کی خلافت میں بصرہ منتقل ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو حمزہ تھی۔ (29)

ii- وعن سفینه قال كنت مملوكا لام سلمة فقالت اعتقك واشترط عليك ان تخدم رسول الله ﷺ (30)

درج بالا حدیث مبارکہ میں راوی حدیث حضرت سفینہ کا تعارف کرواتے ہوئے ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام سلمہ کے غلام تھے۔ انہوں نے آپ کو اس شرط پر آزاد کیا کہ وہ جب تک زندہ رہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت کرتے رہیں گے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سفینہ آپ کا لقب تھا جبکہ ایک قول کے مطابق آپ کا نام رباح لیکن دیگر اقوال کے مطابق مہران یا رومان تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کا تعلق فارس سے تھا۔ آپ کے نام سفینہ کی وجہ تسمیہ کو بیان کرتے ہوئے صاحب مرقاة لکھتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ بنی کریم ﷺ سفر میں تھے اور آپ بھی ساتھ تھے۔ پس ایک آدمی تھک گیا تو اس نے اپنی تلوار اور نیزہ وغیرہ آپ پر ڈال دیا تو انہوں نے بہت سی چیزوں کو اٹھا لیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا انت سفینہ۔ آپ سے آپکے بیٹوں عبدالرحمن، محمد، زیاد اور کثیر نے روایت کیا ہے۔ (31)

2- غریب اور مشکل الفاظ کی وضاحت:

ملا علی قاریؒ کی لغت اور اعراب پر گہری نظر تھی لہذا حدیث مبارکہ میں جہاں بھی کوئی مشکل یا غریب لفظ آتا آپ اسکو واضح فرماتے مثال کے طور پر درج ذیل حدیث مبارکہ

خلوف فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك (32)

درج بالا حدیث مبارکہ میں خلوف کا لفظ غریب اور مشکل ہے۔ آپ اس کی وضاحت کرتے ہوئے سب سے پہلے اس کے اعراب کو واضح کرتے ہیں کہ اسکی ابتدا میں لام تاکید ہے اور لفظ خاء پر ضم آئے گا اس کے بعد اس کے معنی کی وضاحت کرتے ہیں کہ اس کا معنی بے منہ کی بو۔ مزید کہتے ہیں کہ کچھ نے خاء پر فتح کہا پھر امام خطابیؒ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے۔

بفتح لام الابتداء تأكيدا و بضم الخاء المعجمة من خلف فمه اذا تغير راحة فمه خلوفا با لضم لا غير قال

الزركشي ومنهم من فتح الخاء قال الخطابي وهو خطأ اي ما يخلف بعد الطعام في فم الصائم من راحة

كراهية بخلاف المعتاد (33)

3- آیات قرآنیہ سے وضاحت:

صاحب مرقاة شرح کے دوران معنی و مفہوم یا کسی بھی پہلو کی وضاحت کے لیے آیات قرآنیہ بھی ذکر کرتے ہیں جیسا کہ باب الحج کی تفصیلی حدیث مبارکہ جس میں آپ ﷺ کی حج کی ادائیگی کی تفصیل بیان کی گئی ہے اس کے ایک درج ذیل جملے

حق اتي بطن محسر (34)

میں لفظ محسر کی وضاحت کرتے ہیں اور سورہ الملک کی آیت کو توضیح کے لیے لاتے ہوئے لکھتے ہیں:

بکسر السین المهملة المشددة و هو ما بین مزدلفة و منی و التحسر الاعیاء و منه قوله تعالىٰ ينقلب اليک البصر
خاسا و هو حسیر سمی بذالک لان فیل اصحاب الفیل حسیر فیہ ای اعیاء (35)

4. دیگر احادیث سے وضاحت:

شرح کے دوران جس طرح صاحب مرقاة آیات سے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہیں اسی طرح وضاحت میں آپ دیگر احادیث مبارکہ بھی ذکر کرتے ہیں تاکہ وہ پہلو مزید نکھر جائے مثلاً باب اعلان النکاح کی فصل اول میں درج ذیل روایت:

قال رسول الله ﷺ لا تسال المرأة طلاق اختها (36)

میں اخت کی وضاحت کرتے ہوئے کہ آیا اس سے مراد دینی بہن ہے یا سگی بہن دوسری روایت اس کی وضاحت میں ذکر کرتے ہیں ہوئے کہتے ہیں اس سے مراد دینی بہن ہے یا یہ کہ سب عورتیں حضرت آدم و حوا کی بیٹیاں ہیں۔ اس کی طرف مائل ہو اور اس پر نرمی کرے۔

اور آپ □ نے (سوکن) کو اخت کا عنوان اس لیے دیا کہ وہ عورت اپنی سوکن سے نرمی کا معاملہ کرے اور اس خصلت کو برابی جانے جس کا ذکر حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے مومن بھائی کے لیے ہو پسند نہ کرے تو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

(طلاق اختها) ای ضررتها یعنی اختہا فی الدین او لکونہما من بنات آدم و حواء و سماها اختا لتمیل الیہا و تحن علیہا و استقباحا للخصلة المنہی عنہا لما ورد من قوله ﷺ لا یومن احدکم حتی یحبلاخیه ما یحب لنفسه (37)

5. قصص سے وضاحت:

قصص کے ذریعے کسی بات کو سمجھانا قرآنی و نبوی طریقہ ہے۔ ملا علی قاری شرح حدیث کے دوران بعض مواقع پر کسی پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے واقعہ بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً درج ذیل حدیث مبارکہ

إذا دخل المسجد كانت الصلاة تحبسه وزاد في دعاء الملائكة اللهم اغفر له اللهم تب عليه مالم یوذ فیہ مالم یحدث فیہ (38)

درج بالا حدیث مبارکہ کی شرح کے دوران دیگر امور کے ساتھ ساتھ آپ جاء فی بعض الحکایات لکھ کر ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک غلام نے اپنے مالک سے مسجد میں داخل ہونے اور نماز پڑھنے کی اجازت طلب کی تو اس کو مالک نے اجازت دے دی۔ پس وہ مالک مسجد کے باہر کھڑے ہو کر اپنے غلام کا انتظار کرنے لگا۔ جب غلام نے دیر کر دی تو اس نے کہا کہ باہر نکلو تو غلام نے کہا کہ مجھے کوئی نکلنے نہیں دے رہا تو مالک نے پوچھا وہ کون ہے تو غلام نے کہا وہی جو تم کو داخل نہیں ہونے دے رہا۔ (39)

اسی طرح کتاب القصص میں حدیث مبارکہ کی شرح کے دوران اخلاص و نیت کے حوالے سے حضرت علی المرتضیٰ کا واقع بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی نے ایک کافر پر غلبہ پایا اور اس کے سینے پر سوار ہو گئے تاکہ اس کی گردن کاٹ دیں تو کافر نے آپ پر تھوک دیا تو جناب امیر اس کے سینے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کافر نے آپ سے قتل

پر قدرت پانے کے باوجود چھوڑنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے جو غلط حرکت کی تو اس سے میرے نفس نے بھی حرکت کی تو میں ڈرا کہ کہیں میں تم کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی بجائے نفس کے غضب کی وجہ سے نہ قتل کر بیٹھوں۔ تو کافر آپکی اچھی نیت اور خلوص سے مسلمان ہو گیا۔ (40)

6۔ کلام شعراء سے استدلال:

ملا علی قارئی عربی شاعری سے بھی کافی شغف رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ شرح حدیث کے دوران آپ لبید، زہیر، ابن رواحہ، عارف ابن الفارض، الجزری وغیرہ کے اشعار سے استفادہ کرتے ہیں۔ باب الحب فی اللہ و من اللہ میں درج حدیث مبارکہ جو کہ حضرت انس سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ متى الساعة تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا

ما اعددت لها قال ما اعددت لها الا انی احب اللہ ورسوله قال انت مع من احب (41)

درج بالا حدیث مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قارئی انت مع من احب کے تحت وضاحت کرتے ہیں کہ وہ شخص جس سے محبت کرتا ہو گا اسی کے زمرے میں شامل ہو گا۔ اس کے بعد آپ سچی علامت محبت ذکر کرتے ہیں کہ محب اپنے محبوب کے امر کو اختیار کرے اور نہی سے بچے۔ اس کے بعد اس پہلو کو مزید واضح کرنے کے لیے رابعہ العدویۃ کا درج ذیل شعر لاتے ہیں

تعصى الاله وانت تظهر حبه

هذا لعمرى فى القياس بدیع

لو كان حبك صادقا لاطعته

ان المحب لمن يحب مطیع

تم اللہ کی نافرمانی کو اختیار کیے ہوئے ہو حالانکہ اس کی محبت کا دم بھرتے ہو۔ اپنی جان کی قسم یہ چیز قیاس میں انوکھی ہے۔ اگر تمہاری محبت سچی ہوتی تو یقیناً تم اس کی اطاعت کرتے کیونکہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے (42)

7۔ سابقہ شارحین و ائمہ کے اقوال:

ملا علی قارئی شرح حدیث کے دوران اپنے موقف اور نقطہ نظر کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ سابقہ شارحین اور ائمہ حدیث مثلاً امام نووی، قاضی عیاض، علامہ طیبی، علامہ ابهری اور شیخ ابن حجر مکی کے اقوال بھی ذکر کرتے ہیں جیسا کہ درج ذیل حدیث مبارکہ میں ہے

ما اصر من استغفرو ان عاد فی الیوم سبعین مرة (43)

اس حدیث مبارکہ میں لفظ سبعین مرة کی وضاحت کرتے ہوئے علماء مصر، ابن الملک،

اور امام ابن حجر کے حوالے سے یوں لکھتے ہیں

ظامره التکثیر و التکریر قال بعض علمائنا المصر هو الذی لم یستغفر و لم یندم علی الذنب و الاصرار علی الذنب اکثره و قال ابن الملک الاصرار الثبات و الدوام علی المعصیۃ یعنی الذنوب وما ورد فی الحدیث من انه لا صغیرۃ مع الاصرار ولا کبیرۃ مع الاستغفار فقد قیل حد الاصرار ان یتکرر منه الصغیرۃ تکرارا وقال ابن حجر یحتمل ان یراد بالاستغفار التوبۃ (44)

8۔ اعرابی اور صرفی نحوی بحثیں:

ملا علی قاریؒ کو اعراب اور عربی لغت پر کامل عبور تھا یہی وجہ ہے کہ مرقاة المفاتیح میں جابجا اعرابی اور صرفی نحوی بحثیں ملتی ہیں جو کثرت کی وجہ سے بعض دفعہ قاری کے لیے ثقل کا باعث بھی بنتی ہیں جیسا کہ باب رویۃ اللہ تعالیٰ کی فصل ثالث کی درج ذیل حدیث مبارکہ

عن ابی ذر قال سالت رسول اللہ ﷺ هل رایت ربک قال نور انی اراه (45)

درج بالا حدیث مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے صاحب مرقاة لکھتے ہیں کہ اس حدیث مبارکہ میں دو روایتوں کے اختلاف کی وجہ سے رویت کا اثبات اور انکار کرنے والے دونوں کے لیے دلیل ہے۔ اس کے بعد لفظ انی پر اعرابی و صرفی نحوی بحثیں کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ ہمزہ کے فتح اور نون مفتوحہ کی تشدید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے پس یہ علی سبیل انکار استفہام ہو گا اور یہ نون کے کسرہ کے ساتھ بھی روایت کیا گیا ہے۔ اس صورت میں یہ رویت ثابت کرنے والوں کی دلیل ہوگا۔ اور یہ حال سے ماضی کی حکایت ہوگی۔ اس کے بعد امام احمدؒ، علامہ طیبیؒ اور امام نوویؒ کے حوالے سے مزید بحث کو یوں آگے بڑھاتے ہیں

وقال الامام احمد فی قوله نور انی اراه بتشديد النون یعنی علی طریق الايجاب قال الطیبری

رحمه الله اراد لیس الاستفہام علی معنی الانکار المستفید للنفي بل للتقرير المستلزم للايجاب ای

نور حیث اراه قال النووی رحمه الله وفي الرواية الاخری رایت نورا اما قوله نور انی اراه فهو

بتنوين نور و بفتح الهمزة فی انی وتشديد النون المفتوحة (46)

9۔ امثال عرب سے استدلال:

صاحب مرقاة احادیث مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے کسی پہلو میں مزید نکھار کے لیے کچھ جگہوں پر ادبی نصوص میں سے امثال عرب سے بھی استدلال کرتے ہیں جیسا کہ کتاب اسماء اللہ تعالیٰ کی فصل ثانی کی پہلی حدیث مبارکہ جس میں اللہ تعالیٰ کے ناموں کا ذکر ہے۔ اس میں ایک نام المحصى کی شرح کرتے ہوئے آپ قاری کو نصیحت کرتے ہیں کہ تم ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ پڑنا اور تیرا ہر سانس اطاعت میں گزرے۔ اس کے بعد حدیث مبارکہ ذکر کرتے ہیں کہ جیسا کہ وارد ہے کہ اہل جنت کسی چیز پر افسوس نہیں کریں گے سوائے اس لمحے کے جس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا۔ اس حدیث مبارکہ کو ذکر کرنے بعد آپ درج ذیل امثال عرب لاتے ہیں۔

الدنيا ساعة فاجعلها طاعة

اس کے بعد مزید شرح کرتے ہیں اور آخر میں درج ذیل مزید امثال لاتے ہیں۔

لا انفس من الوقت اذما من نفيس غيره الا ويمكن تحريفه بخلافه

وقت سے زیادہ نفیس اور عمدہ کوئی چیز نہیں۔ اس لیے کہ وقت کے علاوہ کوئی ایسی نفیس چیز نہیں کہ جس کا عوض لانا ممکن نہ ہو۔

وقت کاٹنے

الوقت سيف قاطع

والی تلوار ہے

الوقت کا لسیف ان لم تقطعه قطعک۔ ان لم تقطعه بالعباده قطعک بابطالہ (47)

10۔ صوفیانہ و عارفانہ بحثیں:

ملا علی قاری تصوف سے بھی خاصہ شغف رکھتے تھے جسکا اندازہ مرقاۃ کا قاری بخوبی کر سکتا ہے کہ کس طرح آپ موقع و محل کی مناسبت سے مختلف مقامات پر صوفیا نہ و عارفانہ بحثیں کرتے ہیں جیسا کہ حدیث مبارکہ کے درج ذیل الفاظ

ثم حبب الیہ الخلاء (48)

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کی شرح میں آپ تصوف کے ایک اہم رکن خلوت پر بحث کرتے ہیں اور خلوت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے امام نوویؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ خلوت صالحین اور عارفین کی شان ہے۔ اس کے بعد امام خطابیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کو خلوت سے محبت ہوئی کیونکہ اس سے دل کو فراغت ملتی ہے اور یہ تفکر پر مددگار ہے اور اس سے دل کو خشیت ملتی ہے اور اخلاص سے خلوت اختیار کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتوحات حاصل ہوتی ہیں جس سے اس کو خلوت سے انس حاصل ہوتا ہے۔ اس کا دل غیب کے نور سے چمکتا ہے یہاں تک کہ نفس کی تاریکی ختم ہو جاتی ہے اور خلوت کو دین کی سلامتی کے لیے اختیار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ اسمیں اختلاف ہے کہ خلوت و عزلت اور جلوت و اختلاط میں سے کونسی چیز افضل ہے تو صحیح یہ ہے کہ ہر ایک کی اپنی شرائط ہیں جن کا اس کے موقع و محل کے اعتبار سے لحاظ سے اعتبار کیا جاتا ہے (49)

11۔ فقہ حنفی کے مستدلّات کا بیان:

مرقاۃ المفاتیح کی تالیف کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ فقہ حنفی کے مستدلّات کو بیان کیا جائے۔ کیونکہ سابقہ شارحین مشکوٰۃ نے صرف فقہ شافعی کے دلائل کو واضح کیا اور احناف کو اصحاب رائے کا نام دیا۔ چنانچہ آپ ان احادیث کی شرح کے ذیل میں جہاں فقہی مسائل کا بیان ہوتا ہے باقی فقہاء کے موقف کو بھی بیان کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ احناف کے موقف اور مستدلّات کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ باب الامامہ کی فصل ثانی کی حدیث مبارکہ جو کہ حضرت عمر بن سلمہ سے مروی ہے جس میں وہ بچپن میں اپنے والد کے ساتھ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کو بیان کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے ارشادات کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

فاذا حضرت الصلوٰۃ فلیوذن احدکم فلیومکم اکثرکم قرآنا فنظروا فلم یکن احد اکثر قرآنا

منی۔ (50)

درج بالا حدیث کی شرح کرتے ہوئے آخر میں آپ بچے کی امامت کے حوالے سے سب سے پہلے فقہاء کے اقوال ذکر کرتے ہیں کہ امام شافعیؒ لڑکے کی امامت کے جواز میں اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور امام مالک اور امام احمد کہتے ہیں کہ جائز نہیں۔ امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔ البتہ نفل نماز کے بارے میں آپ کے اصحاب میں اختلاف ہے۔ چنانچہ بلخ کے مشائخ نفل نماز میں نابالغ لڑکے کی امامت کے جواز کے قائل ہیں اور اسی پر ان کا عمل ہے نیز مصر اور شام میں اسی پر عمل ہے۔ ان کے علاوہ

دیگر علماء نے نفل نماز میں بھی نابالغ لڑکے کی امامت کو جائز قرار نہیں دیا چنانچہ علماء ماوراء النہر کا عمل اسی پر ہے۔ ملا علی قاریؒ فقہا کے اقوال کو ذکر کرنے کے بعد احناف کے موقف کو ترجیح دیتے ہوئے ان کے دلائل بیان کرتے ہیں لہذا اس حوالے سے حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس کے اقوال ذکر کرتے ہیں کہ چونکہ نابالغ کی نماز نفل ہے لہذا فرض نماز پڑھنے والے کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسکی اقتدا کرے۔ آخر میں عمر و بن سلمہ کی امامت کے حوالے سے کہتے ہیں کہ ان کی امامت بنی پاک □ کے ارشاد کی بنا پر نہیں تھی بلکہ یہ ان کی قوم کے لوگوں کا اپنا اختیار تھا۔ (51)

خلاصہ البحث:

مرقاۃ المفاتیح، شروح کتب حدیث میں جامعیت ابحاث کے باعث منفرد اور ممتاز مقام رکھتی ہے۔ چونکہ ملا علی قاری، امام منصور ماتریدی کے طریقہ پر کار بند تھے، اسی لیے معاصر سلفی حلقوں میں اس کتاب کو وہ اہمیت نہیں دی گئی جس کی یہ مستحق تھی۔ ظاہر ہے کہ کسی مصنف کا کسی مسلم طریقہ پر کاربند ہونا اور فقہ و عقیدہ میں کسی معین امام کی پیروی کرنا کوئی عیب نہیں بلکہ ایک گونہ فطری امر ہے۔ اس ے بنیاد بنا کر کسی مصنف کی کتاب کو کم حیثیت نہیں کہا جا سکتا۔ سطور بالا میں مرقاۃ المفاتیح کی چیدہ چیدہ خصوصیات کا مع امثلہ ذکر کیا گیا ہے مشکوۃ المصابیح کی دیگر شروح کے مقابلے میں مرقاۃ کی اصل اہمیت یہ ہے کہ ملا علی قاری نے شرح حدیث کے کسی پہلو کو نہیں چھوڑا۔ یہ کتاب ما قبل کی جامع اور ما بعد کا ماخذ ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ہوں یا مولانا ادیس کاندھلوی، مولانا عبید اللہ رحمانی ہوں یا نواب قطب الدین، سبھی نے اپنی شروح کو مرقاۃ کے حوالوں سے مزین کیا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

- 1- سعیدی، علامہ غلام رسول، تذکرۃ المحدثین، لاہور: فرید بک سٹال، 1977ء، ص33، 34۔
- 2- سعید محمد اللحام، مقدمہ شرح السنہ، بیروت: دارالفکر، 2005ء، ج1، ص5۔ 4۔
- 3- التبریزی، محمد بن عبد اللہ، مشکاة المصابیح، کراچی: دار الاشاعت، ج1، ص17، 18۔
- 4- شیخ عبد الحق محدث دہلوی، اشعة اللمعات، لاہور: فرید بک سٹال، 1401ھ، ج1، ص179، 178۔
- 5- الطیبی، حسین بن عبد اللہ، الکاشف عن حقا ئق السنن، مکہ مکرمہ: مکتبہ نزار مصطفیٰ، ج2، ص368۔
- 6- شیخ عبد الحق محدث دہلوی، لمعات التنقیح، لاہور: مکتبہ المعارف العلمیہ، ج1، ص14۔
- 7- الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج7، ص112۔
- 8- التبریزی، محمد بن عبد اللہ، الاکمال فی اسماء الرجال، ریاض: مکتبہ التوبہ، ص2673۔
- 9- الطیبی، الکاشف عن حقا ئق السنن، ج2، ص368۔
- 10- شیخ عبد الحق محدث دہلوی، لمعات التنقیح، ج1، ص14۔
- 11- ملا علی القاری، مرقاۃ المفاتیح، ملتان: مکتبہ امدادیہ، س ن، 2/1۔
- 12- الزرکلی، الاعلام، ج7، ص112۔
- 13- شیخ عبد الحق محدث دہلوی، لمعات التنقیح، ج1، ص14۔
- 14- حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبد اللہ، کشف الظنون، بغداد: مکتبہ المثنیٰ، ج2، ص1699۔
- 15- ملا علی القاری، الاسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ المعروف بالموضوعات الکبریٰ، بیروت: دار الامانۃ، 1971ء، ص1۔
- 16- حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج2، ص1700۔

- 17- ملا على قاري، سم القوارض في ذم الروافض، ص 1
- 18- ملا على القاري، مرقاة المفاتيح، ج 1، ص 27-
- 19- شيخ عبد العزيز بن عبدالله، مقدمه مشكوة المصابيح، رياض: مكتبة التوبة، ج 1، ص 14، 15-
- 20- شيخ محمد عبد الحليم بن محمد عبد الرحيم، البضاعة المزجاة لمن يطالع المرقاة في شرح المشكاة، ملتان: مكتبة امداديه، س ن، ص 91 -
- 21- ملا على القاري، مرقاة المفاتيح، ج 1، ص 3-
- 22- محوله بالا
- 23- كشف الظنون، ج 2، ص 1700
- 24- المحبى، محمد امين بن فضل الله، خلاصة الاثر في اعيان القرن الحادى عشر، بيروت: دارصادر، ج 3 ص 185
- 25- كاندهلوى، شيخ محمد ادريس، التعليق الصبيح على مشكوة المصابيح، لاهور: مكتبة عثمانيه، ج 1، ص 6-
- 26- البضاعة المزجاة، ص 85-
- 27- محوله بالا
- 28- بخارى، محمد بن اسماعيل، الجامع المسند الصحيح المختصر (صحيح البخارى)، دمشق: دار طوق النجاة، طبع اول 1422 هـ، حديث نمبر 15 ج 1، ص 12-
- 29- مرقاة المفاتيح، ج 1، ص 73-
- 30- ابوداود، سليمان بن الاشعث بن اسحاق الازدى، بيروت: المكتبة العصرية، حديث نمبر 3932، ج 4، ص 22-
- 31- مرقاة المفاتيح، ج 4، ص 232 -
- 32- ابن ماجه، ابو عبد الله محمد بن يزيد القزوينى، دار احياء الكتب العربيه، حديث نمبر 1638، ج 1، ص 525-
- 33- مرقاة، ج 4، ص 232-
- 34- ابوبكر بن ابى شيبه، مصنف ابن ابى شيبه، رياض: مكتبة الرشد، طبع اول، حديث نمبر 14705، ج 3، ص 334-
- 35- مرقاة، ج 5، ص 302-
- 36- مالك بن انس بن مالك الاصبهى، موطا امام مالك، بيروت: دار احياء التراث العربى، 1406 هـ حديث نمبر 7، ج 2، صفحہ 900 -
- 37- مرقاة، ج 6، ص 211-
- 38- صحيح ابن خزيمة، ابوبكر محمد بن اسحاق خزيمة النيشاپورى، بيروت: المكتبة الاسلامى، حديث نمبر 1504، ج 2، ص 380-
- 39- مرقاة، ج 2، ص 197-
- 40- مرقاة، ج 7، ص 51-
- 41- محمد بن عيسى ترمذى، سنن ترمذى، بيروت: دار الغرب الاسلامى، 1998ء، حديث نمبر 2385، ج 4، ص 173-
- 42- مرقاة، ج 9، ص 250
- 43- ابو يعلى، احمد بن على بن المثنى الموصلى، دمشق: دار المامون للتراث، 1404، حديث نمبر 137، ج 1، ص 124-
- 44- مرقاة، ج 5، ص 135
- 45- احمد بن محمد بن حنبل، مسند احمد، مؤسسة الرسالة، ج 4، ص 353
- 46- مرقاة، ج 10، ص 348
- 47- مرقاة، ج 5، ص 93
- 48- الحاكم، محمد بن عبدالله بن محمد النيشاپورى، المستدرک على الصحيحين، بيروت: دارالكتب العلمية، ج 3، ص 202
- 49- مرقاة المفاتيح، ج 11، ص 106
- 50- بخارى، محمد بن اسماعيل، صحيح البخارى، دمشق: دار طوق النجاة، ج 1، ص 128
- 51- مرقاة المفاتيح، ج 3، ص 89